

AKHBAR
OUDH PUNCH
Volume. VIII
جلد ہشتم
1923 LUCKNOW ١٩٢٣
اودھ پنچ
अखबार अवधपंच लखनऊ

جلد ۹ نمبر ۴۷

مضامین غیر

مجریہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم

جناب مولانا پنچ - آداب - مرزا رفیع سودا مرحوم بیچارے آغا باقر کے اماماڑے میں مزے سے خواب نوشین میں مصروف ہیں، انکا مشہور مطلع ہے۔

گل پھینکے ہے غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
او خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اس مطلع میں "غیر" یا "اور" کا مقابل "ادھر" ہے جس کا ترجمہ زبان پنچ "اینجانب" ہو سکتا ہے۔ مرحوم شاعر نے اپنے چمن نشاء گر نگار ذوشوق کے سامنے جب یہ شعر پڑھا ہوگا تو اسنے بھی "ادھر" کی لفظ سے شاعر کی ذات مراد لی ہوگی کیوں ہے نہ ٹھیک بات؟۔

علے ہذا القیاس اگر بعض نیاز مندان خاص تھوڑی دیر کے لیے مرزا رفیع سودا کے معشوق بن جائیں اور یہ خیال فرمائیں کہ آپ کے ۲۰ نومبر والے نوٹ سے جس کا عنوان "کس نشنود یا نشنود" ہے ادھر اور اینجانب میں کوئی فرق نہیں یعنی کانگریس والوں کو اس پردے میں آپ نے اپنی ذات فراغت سمات کی طرف متوجہ فرمایا ہے تو آپ انکے ذہن کو نارسائی کا الزام دیجیے گا یا نہیں؟۔

کانگریس والوں نے اخباری کاغذوں کی طرف سے واقعی بیٹھ موڑ لی ہے اور وہ زبانی نبرد آزمائی سے اپنا کام چلانا چاہتے ہیں آپ بھی کانگریسی ہیں اور سوراجی کانگریسی ہیں آپ کو اس بے اعتنائی کا رنج ہونا چاہیے مگر نیاز مندان خاص کے نزدیک اظہار حقیقت و عرض مدعا کا یہ محل نہ تھا۔ درحقیقت آجکل بی کانگریس جان - جو کثرت سے شش و پنج میں مبتلا ہیں - پہلے انکو سنبھالیے پھر شکوہ شکایت کا موقع بھی کبھی نہ کبھی مل جائے گا۔

(از قلم ایک کانگریسیا)

> کیا ملا عرض مدعا کرکے
> بات بھی کھوئی التجا کرکے

جواب :- حضرت ہوش کے ناخون لیجیے۔ یہاں مطلب ان اخباری کاغذوں سے تھا جنھوں نے بی کانگریس جان کے عشق میں جان گنوائی اور ایک نگاہ غلط انداز سے بھی انکے حق میں بخل کیا گیا۔ اینجانب یعنی ادھر صرف جنتر منتر سرکاری دھمکیاں سنکے اور ضمانت داخل کرنے کے خوف میں داخل ہوئے تھے مگر کہانی کی چڑیا جس طرح راجہ کے پیٹ سے "میں تو صحیح سلامت آئی" کہتی نکل آئی تھی اسی طرح اینجانب بھی بال بال بچے۔ یہ صحیح ہے کہ اینجانب کانگریس سے فدویانہ خلوص رکھتے ہیں مگر اس خلوص میں حماقت اور دیوانگی شامل نہیں ہے۔ سقراط نے ثابت کیا ہے کہ جس مجمع کے افراد سے خطا ممکن ہے اگر وہ کسی بات پر اتفاق کرلے تو صاحب عقل صحیح کا فرض ہے کہ اس رزولیوشن یا سورخہ کو اچھی طرح جانچے اور سونے کی طرح پرکھے۔ پس اینجانب کے خلوص نے کورانہ روش سے ہمیشہ اجتناب کیا ہے اللہ حکیم اکسا خود جی کی بی بی کسیقدر زرد رنگ کی تھی ایک روز وہ حکیم صاحب کے پیچھے جھاڑ کا کانٹا ہو گئی خوب پیچھی خوب جلائی مگر دانشمند حکیم بجائے ان فضولیات سے کیا متاثر ہوتا خاموش بیٹھا رہا بی صاحب صابون سے کپڑے دھو رہی تھیں میاں کو گون متوجہ دیکھا تو اور زیادہ جھلائیں "ہاں ہوئے مسکرا کے بیٹھے جاتے ہو جیسے ہم مسخرے ہیں" یہ کہا اور صابون ملا ہوا میلا پانی میاں کے اوپر پھینک دیا غریب حکیم نے تعجب سے صورت دیکھی اور کہنے لگا۔

"پہلے تو گرج اور بجلی تھی اب تو بادل ہوگئی"

اس بیان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ اینجانب کی ذات مالی امداد کی طرف سے بے نیاز اور قوم کی دستگیری سے مستغنی رہے ہے اور اینجانب نے محض اس تخاطب غیر کا جواب دیا ہے جس کا حق بی کانگریس جان نے دکھایا ہے۔ انھوں نے چڑچڑے اور مزاج مریض کی طرح اپنے اور پرائے سب سے نان کوا پرشن کرنے کی ٹھان لی ہے ایک سے بطریق منفی دوسرے سے بطریق مثبت۔ جو خلافت کمیٹیاں بی کانگریس سے اوڑھنی بدل بہنیں ہیں انکا بھی یہی حال ہے۔

زمیندار اعانہ زمیندار کی سرخی سے "زمیندار" لاہور میں ایک مضمون نکل رہا ہے۔ "زمیندار" لاہور کوئی معمولی پرچہ نہیں ہے شخصیت کو علیحدہ رکھ کے دیکھیے کہ کسی انگریزی کانگریس کے آرگن نے بھی ملک حال اتنا سخت مقابلہ نہیں کیا جتنا کہ زمیندار نے اسکے بارہ رکن جیلخانہ میں رہ ہیں آجتک ہزار ہا روپیہ ضمانت میں سوخت کرا چکا ہے۔ ایک فرنگی افسر نے پندرہ ہزار اپنا عزت بہا مقرر کیا اور اسپر گویمینٹ کی نالش دائر ہے ہائیکورٹ میں اپیل دائر ہے لیکن قومی انجمن کے کان پر جوں نہیں رینگی - حکیم اجمل خاں صاحب مسیح الملک حکیم الاحرار - ابو الکلام صاحب امام الاحرار۔ ڈاکٹر انصاری صاحب سرحزب الاحرار محمد علی صاحب ابو الاحرار شوکت علی صاحب اخوالاحرار ڈاکٹر سید محمود صاحب سید الاحرار مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مفتی الاحرار مولانا عبد القادر صاحب قدرۃ الاحرار کی جانب سے پندرہ ہزار روپیہ کی تحریری جنتا کی قوم کے نام پر آئی ہوئی ہے لیکن نہ خلافت کمیٹی سے کوئی مالی مدد ہوتی ہے نہ کانگریس کوئی توجہ کرتی ہے۔ ان حضرات نے دستخط فرما دیے ہیں اور بزبان حال زمیندار سے کہدیا ہے کہ "مانگ کھاؤ ہمارا نام لے کے مانگ کھاؤ" ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر اس کشمکش میں زمیندار کامیاب نہ ہو سکا تو یہ ملک کی آزادی طباعت کی نہایت افسوسناک شکست ہوگی - یہ بیہودہ اپیل بالکل اسی رقعہ کا چربہ ہے جو بعض فرق اسلامیہ کے مردار رضوان خازن جنت کے نام لکھا کرتے ہیں "ہ مرنے والا تمہارے پاس آتا ہے جنت کا فلاں قصر طلائی اسکے رہنے کے لیے آراستہ کرو" اسوقت نہ خلافت کمیٹیاں کوئی کام کر رہی ہیں نہ کانگریس کمیٹیاں انکے پاس جل کر جو کے منافع کی تعداد اتنی کافی ہے کہ ایسے ایسے چند "زمیندار" برسوں چل سکتے ہیں مگر جب خالی رقعہ نویسی سے مسجد اتنی ہو سکتی ہے تو زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

کر رنگ چوں گیے ہیں جیسے قریب مرنی کو تو وہ مر کے دیکھتے ہیں کوئی خیال کرتا ہوگا کہ زمیندار کو زر دولت سے تعلق ہے لہذا شاید زمینداروں پر بحیثیت صفات شکرانہ طلبانہ کے وزن پر کوئی نیا ٹیکس "زرانہ" بھی عاید ہو گیا خیر ہمیں اس ہمہ اندر کان نمک - یا یہ بھی ممکن ہے کہ سعدی کے زمینداروں کی کوئی نئی صنعت ہے - یا عہد خلافت تا لشہ کی کوئی نسل ہے جو ہندوستان کے کسی کونے کھترے میں چھپی ہوئی تھی - یا یہ کوئی نیا ٹیکس ایجاد ہوا ہے جسکا عربی نام زرانہ ہے - اگلے زمانے کے مولوی اسی طرح کے رقعہ محتاجوں کو لکھ دیتے تھے ان تحوں میں نام کی جگہ سادی چھوڑ دی جاتی تھی جس امیر کا در دولت زادہ مل گیا مکتوب لہ نے جھٹ سے قلم اٹھایا اور اسکا نام خالی جگہ پر لکھ دیا - مثلاً عالیجناب معلے القاب نواب تحسین الدین خاں صاحب ادام اللہ اقبالہ بعد تجمیل و تفخیم و تمجید و تکریم ارواہ اد عمدہ آداب و زندہ مطالب استمزاج مزاج و ہاج است ثانیاً اینکہ نجابت پناہ شرافت دستگاہ مولوی زرانہ زمیندار صاحب از خلص احباب تحیت فقیر ضعیف می باشند بہ صفت فضل و آوازہ کرم آں عالیجناب بگوش حق نیوش الشان رسیدہ بتقریر تو سل جستند کرجیب مرصوف راقمہ صنعت ما پیچشمہ فیض سرکار والا رسانم لہٰذا ملتمس آنکہ در انجاح مسئول و مہمات مامول ایشاں تا امکن سعی فرمانید اجر کم علی اللہ - دریں عنایت بے غایت باعث تشکر و امتنان ہمیں تمام خواہد شد - دیگر اینکہ نجابت پناہ مولوی زرانہ زمیندار صاحب پشت بر پشت کفر زدہ چند سال است کہ بصدق ارادت راہ ایمان پیمودہ اند والسلام راقم العبد الضعیف الراجی الی رحمتہ ربہ العمد و زور شیخ عفی اللہ عنہ جرائمہ -

حضرت! غریب اخبار نویس قومی خدمات انجام دے کے پیٹ پالنا چاہتے ہیں تو خلقاً قاریاً و عرفاً کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے - اور صحیح خدمت انجام دینے کے لیے اگر قدر افزائی کے خواہشمند ہیں تو کچھ برا نہیں کرتے - یہ گروہ بہر حال ان مفت خوروں سے بہتر ہے جنہوں نے لاکھوں روپیہ بے ضرورت صرف فرمائے اور ملک کا رہی نہ لی -

اگر جناب اپنی نسبت کچھ اس مضمون میں لکھتے تو اسکا عنوان یہ نہ ہوتا البتہ مضمون مذکور کا یہ فقرہ عام ہے جس سے اخبار نویسوں کی کوئی فرد مستثنیٰ نہیں ہے -

نہ انکی کوئی کانفرنس ہے نہ انجمن ہے نہ لیگ ہے نہ انکے پاس کوئی سرمایہ ہے نہ تنخواہ ہے نہ سکت ہے نہ بوتا ہے -

کانگریس کا پہلا فرض یہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ پہلے ان بازوؤں کی تقویت میں کوشش فرماتی - اب ساری لذت زباں میں آ رہی ہے تو قلم گیا جو بچے ہیں اور اخبار نویس ٹکے جن کے بجاڑ ہیں -

چپکے ہیں قہقہے ہیں خوش گپیاں ہیں رجز خوانیاں ہیں - بیرا ٹہر بکتہ چینیاں ہیں استقبال ہیں تقریریاں ہیں لسانیاں ہیں ذاتی دفاع کی فکریں ہیں اور انھیں ڈنڈے جوں پر سر پھینکنے کا داعیہ ہے - ہم بھی دیکھتے ہیں آپ بھی دیکھیے - نقد

الادباریات

نیچرل شاعری

مولانا - بعد مدت آج پھر ایک چکتا مجھما تا جھلملاتا قطعہ اپنی نب کو مل گیا جب سے ڈاکٹر اقبال مرحوم ہی تھا لیجیے پہلا اتفاق ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا اردو کلام ہماری نظر سے گزرا مولانا! عجب ہیجان خیز و غلغلہ انگیز (گدگدی پیدا کرنے والا) کلام ہے دیکھتے ہی قلم میں کھلی ہونے لگتی ہے لا کہ سمجھتا ہوں کہ بھئی خدا کے لیے چپکا بیٹھ پہلے وہ ڈاکٹر تھے اب شاعر بھی ہو گئے ہیں کہیں تیری شامت تو نہیں آئی ہے؟ مگر کمبخت نہیں مانتا - نو بات کیا ہے نیچرل شاعری جسمیں نری واقعیت ہی واقعیت ہوتی ہے طبیعت میں بلا کا انقباض و انبساط پیدا کر دیتی ہے ایسا انقباض و انبساط تو فیل مرغ کی سونڈ میں بھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا قطعہ یا دو شعر جو ہم نے ابھی ایک پرچہ میں دیکھے بظاہر کسی نظم کا جزو معلوم ہوتے ہیں جس کی تنقید ۱۹۳۲ء میں قلم ادبار ہم کر چکا ہے -

چونکہ ۱۹۳۲ء میں نیچرل شاعری کا عمدہ خاکا ہم کھینچ چکے ہیں لہذا زیادہ ضرورت تطویل نہیں - شاعر فرماتا ہے ؎

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دور گراں خوابی

دیکھا آپ نے - آفتاب آمد دلیل آفتاب - افق سے آفتاب ابھرا بھی اور ستارے بھی تنک تابی ہو رہے ہیں غریب ناسخ نے کہا ہے ؎

رات آپس میں ستاروں کے گزاف و لاف تھا
صبح کو خورشید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

غالب فرماتے ہیں ؎

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو انکے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں

ہمارے شاعر صاحب دام اقبالہ دونوں کی نفی فرماتے ہیں - یعنی دن کو ستارے بھی نظر آتے ہیں اور بنات النعش گردوں بھی برہنہ دکھائی دیتی ہیں - الحق آپ ترجمان حقیقت ہیں یہ دونوں آپ کی برابری نہیں کر سکتے پلی ایچ ڈی - اور مہر اور علامہ جو قرآن و رموز کو سمجھے ہوں تنک تابی ایجاد بندہ و لغت ہے ڈھنڈے سے یں یا دھنڈلے کا ترجمہ فارسی - یہ حالت اسوقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب افق سے نزدیک ہوتا ہے یا شاید ابھرنے اور بلند ہونے میں کوئی فلسفیانہ فرق ہو جسے ہم نہ سمجھ سکتے ہوں - یا تنک تابی کے معنے کسی طرح گہر غار کے ڈوب جانے کے مرادف بنا دیے جائیں -

"صبح روشن" بھی نئی ترکیب ہے دنیا صبح صادق اور صبح کاذب کے سوا کسی تیسری صبح سے ناواقف تھی ہاں "روز روشن" البتہ زبان زد خاص و عام ہے شاید صبح روشن دن کا ابتدائی حصہ ہو مگر مشکل یہ ہے کہ ہم دیتے حد یہ النظر نہیں جو دن کو تارے دیکھنے لگیں (ریخ) - حضرت - آپ کوئی نوجا نہیں ہیں جو تارے دیکھیں یہ ان ارمان والیوں کے لیے رہنے دیجیے جو اس انتظار میں ہیں :-

"تا صبح ہم شاید کہ شب آبستن است"

بہر حال تنک تابی انجم در صبح روشن ہنگام اور ابھریدن آفتاب (سر برآوردن) از افق ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ایک شغیق ذاتی بڑھو شاعر صاحب اس مطلع کو ٹکتے ہی متوازی سی ہے دھنکی روئی خدا نے دیکھے تو بھی یہ فقرہ تنک تابی ضرور اسرار اوقات میں ہے

کوئی وہم ہے۔ ہونہ ہو وہ چھینے کی دھنکی اسکا ماخذ و مخرج ہو گی جلاوس بارہ مرتبہ تنک تابی تنک تابی تنک تابی تنک تابی جلدی جلدی کہہ کر کسی دھکیو روئی کے ریشے علیحدہ ہوتے ہیں یا نہیں۔

معیار الاشعار میں محقق نے معنوی انقباض کی مثال میں یہ مصرعہ پیش کیا ہے ؏

غسل تخ و منتج چوں مکس

اگر محقق اس زمانے میں ہوتے تو ہمیں یقین ہے کہ اغنیس الفاظ بے معنی میں انقباض خاطر کی سیکڑوں مثالیں تصنیف علامہ ڈاکٹر سر اقبال مدظلہ مل جاتیں دوسرا شعر ہے ؎

عروق مردہ مشرق میں خون زندگی دوڑا

سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

واقعی حضرت سینا و فارابی نے نہ کبھی آفتاب نکلتے دیکھا نہ صبح روشن دیکھی نہ ستاروں کی تنک تابی۔ بیا ایک نئی بات تھی جو آپ ہی کو دیکھنے کی تھی یہ نیا راز تھا جو آجتک کسی پر نہ کھلا۔ مشرق سے جائے شرق خورشید خواہ وہ زمین کے نچلے حصہ کے متعلق ہو یا اوپری حصہ کے متعلق کبھی مردہ نہیں ہو سکتی اور یہی راز ہے جسکے سمجھنے سے سینا و فارابی ضرور قاصر ہے۔ آپ بقول دنیا سحر مینٹی روشنی کے آتی ہیں۔ بجو تیے چار مصرعوں میں کوئی خوبی یا جدت نہیں ہے اور یہ بھی ایک راز ہے جسکو غالباً سینا یعنے بوعلی ابن سینا اور ابو النصر فارابی معلوم کرنے سے قاصر رہے۔ طلوع صبح کی دلیل ستاروں کی جھلملاہٹ ہے اسے بہادر بچہ جانتا ہے آفتاب نکلنے پر لوگ خواب گراں سے اکثر بیدار ہو جاتے ہیں۔ اس سے بھی

ہر کس و ناکس بخوبی واقف ہے والبتہ رگوں کی غذا جو تی ہے اب صرف دریافت یہی جاتی ہے تنک تابی اور دوران خون کا مسئلہ۔ تنک تابی تھا یہ اس وجہ سے نہ معلوم ہو سکی کہ نال شرت روئی دھنکنے والے پیچارے حکیموں کے عہد میں نہ ہونگے۔ اور دوران خون زندگی کا حال آپ کے مقابلہ میں بھلا یہ دو نوں کیا سمجھ سکتے ہیں۔ بہر حال کیا نیچرل شاعری ہے۔ اگر یہی نوشگانی ہے تو واقعی شاعری کی مردہ رگوں میں زندہ خون دوڑا اور ایسا دوڑا کہ مشرق منہ دیکھتا رہ گیا۔

راقم

دبان لطرت ادبا

جمعہ

حضرت گھبرائیے نہیں میں آپ کو نماز جمعہ کی تلقین نہیں کرتا۔ یہ ایک رسالہ کا نام ہے۔ جو میں نے تجدید کے روز تحریر کیا ہے۔ اس رسالہ کو بھی آپ دیباچہ رسالہ کیجئے جیسے مقناطیسی آنکھ۔ زندہ جادو۔ ایک روپیہ میں گنج ثروان اور دیگر رسائل بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔ دوسکا حق تصنیف۔ حق تالیف۔ حق ترجمہ حق تردید۔ حق تحبثی۔ حق تشریح۔ حق تحریف جملہ حقوق برضا و رغبت آپ کے نام پشت در پشت اور نسل در نسل منتقل کرتا ہوں۔

تمہید

کینیا کے ہندوستانیوں نے مساوی حقوق طلب کئے تو انگریزوں نے خیال کیا کہ پہلے ان کی تعداد مساوی

علا کینیا کے ایک ہندوستانی جوان، پنجاہ نیم دو کا پروگرام کتے ہیں۔ جنہوں تدبیر کے ساتھ ہم تمہیں کے الفاظ میں انکی وضاحت کرتے ہیں۔ پنچ

کر لی جائے چنانچہ ریلوے کے ہندوستانی ملازموں کو دھڑا دھڑ نوٹس مل رہے ہیں۔ ہم وہ نوٹس کہ دل قالب و بیجان بلکہ نیم جان میں سب ریلوے کے ملازم ہیں اور ہر شخص کی تنخواہ پانسو تنخواہ ماہوار ہے۔ نوش چیل کی طرح سر پر منڈلا رہے ہیں۔ کیا کریں۔ کہ ہر جگہ ہندوستانی دفاتر میں پہلے ہی سے تخفیف جاری ہے۔ لہذا لازم ہے کہ کوئی نیا کام شروع کیا جائے ہمارے عشرہ کا ملہ کی تفصیل یہ ہے۔

ایک ہندوستانی دھرم۔ ایک آریہ۔ ایک سکھ گرو دواری ایک سکھ منتی کیس۔ ایک مسلمان شیعہ۔ ایک سنی۔ یہ وہابی۔ ایک احمدی۔ ایک نیٹو کرسچن رومن کیتھولک ایک پروٹسٹنٹ (اور دیگر بھی ہیں مگر ہم تعداد دس سے زیادہ ہو جائے گی) سبب یہ کہ بیا ہے کہ ادھر نوٹس کے نام جاری ہوئے اور ہمیں کل پی لیس ایک دن پہلے ہی سے استعفا داخل کر بیٹھے۔ خدا سلامت رکھے عدم تعاون کے زریں مسئلہ کو، عزت کے ساتھ انسان سرکاری نوکری چھوڑ سکتا ہے اور آمد بھی خوب ہوتی ہے۔ ہر درخواست ترک ملازمت میں درج ہو گا کہ استغفر اللہ العظیم ہم نے جھک مارا جو تمہاری نوکری کی۔ خدا منع کرتا ہے رسول و کتاب مولوی خفا ہوتے ہیں خیر اب تو بھول ہو گئی مگر آئندہ سے ہم تارک موالات ہیں۔ ادھر استعفا دیا اور ادھر اسی وقت اس جان نثاری کی اطلاع ہندوستان کے اخباروں کو روانہ کر دی کہ ہم دس فدائے القوم حامیان ملک نے عدم تعاون کی حمایت میں ملازمت ترک کر دی ماہواری پانسو تنخواہ کے علاوہ بالائی آمدنی بھی تھی (بالائی آمدنی کے تذکرہ پر

بعض نے اعتراض کیا۔ اس لیے آپ بادی آدمی کو دیکھیں) ملازمت ترک کر دی اور قومی خدمت کے پیچھے خاک چھانی میں فلاں مورچہ کو بھی ہو نہیں گئے امید ہے کہ کانگریس کمیٹی مناسب استقبال کا بندوبست کردیگی۔ یہ خیال کر لیجیے کہ ہم بمبئی پہنچ گئے اور سیدھے احمد نگر پہنچ گئے احمد نگر؟ یا احمد آباد؟ وہ کون سی جگہ ہے جہاں لوگ جھنڈا اٹھا کر کے قید ہو سکتے ہیں خیر یہ بمبئی سے دریافت کرینگے۔ مسٹر پنچ ایک بات کا خیال رہے کہ جب ہم دشمن فنا فی اللہ ہم قید ہو کر زندان کو چلیں تو تصویر کھینچنے کے لیے کوئی اچھا سا فوٹوگرافر موجود رہے ہم میں سے ایک قالب کی داہنی آنکھ بائیں سے ذرا چھوٹی ہے فوٹوگرافر اسکے بائیں جانب رہے وہ تصویر میں بڑی آنکھ دکھلانا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے قالب کے بائیں رخسار پر خوشنما سا داغ ہے جو تصویر میں آ جائے فوٹوگرافر انکے داہنی جانب رہے۔ تیسرے قالب کا دست راست کسی قومی خدمت میں کٹ چکا ہے فوٹوگرافر انکے بائیں جانب رہے۔ کمبخت کفش دوز نے میرے بائیں پاؤں کا بوٹ تنگ بنا دیا جس کی وجہ سے میری بائیں ٹانگ سیدھی نہیں ہے فوٹوگرافر میرے دائیں جانب رہے۔ اور بھی چند ہدایات ہیں جو زبانی عرض کرونگا۔ اس رسالے کے حق تصنیف کے عوض یہ امید ہے کہ آپ ہمارے پسماندگان کے واسطے گزر اوقات کے قرار واقعی پنشن کا بندوبست کریں گے کیونکہ جب تک سوراج حاصل نہ ہو ہمارا ارادہ جیل سے باہر آنے کا نہیں ہے۔ قصہ ختم ہوا جیل شروع۔ (باقی آئندہ)

[illegible]

تم ترقی نہیں کر سکتے

نمبر ۳

لکھنؤ ۔ مورخہ ۔ دسمبر سنہ ۲۳ء

خود بادشاہ میں۔ کہتا ہوں کہ یہ کمبخت شیطان مجھکو ورغلاتا ہے حالانکہ مجھ سے زیادہ خطرہ مجھے ... رنڈیوں کی صحبت میں موجود ہیں لیکن یہ مردود مجھ سے کہتا ہے کہ ایسی صحبتوں میں بیٹھا کر۔ اگر نہیں ہوسکتا تھا تو دنیا چھوڑ کر بیٹھا رہ کر ... بازی

علاقہ خانہ سے تنگ چکا ہے بال بال قرضے میں بندھا گھر کی حتی لاگت لے گا پھر بھی سوال لگے گا۔ رنڈیوں رنڈیوں کی جوتیاں تو نصیب کسے ہوتی ہیں۔

آواز :۔ تم ترقی نہیں کر سکتے۔

میں :۔ دیکھ تو نے کہا تھا کہ جو شخص جھلا ہو وہ مصاحبت کے مصرف کا نہیں۔ حالانکہ مرزا چھینٹا نہایت آتش مزاج ہیں۔ راجہ ٹھیا جوس نے کہا :۔ بھئی آج چھینٹے کی بات کو پوچھا جاتا ہے اور وہ مغلظات سنانے لگتے ہیں۔ صحبت بھر میں کوئی ایسا نہیں جس نے مرزا چھینٹا کی گالیاں نہ کھائی ہوں آخر ان کا نباہ راجہ کی صحبت میں کیونکر ہوتا ہے۔

جواب :۔ بھلے مانس تم کو اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ مصنوعی غصہ اور اصلی غصہ میں تمیز کرتے امیروں کا قاعدہ ہے کہ جتنے گالیاں دینے کے مشتاق ہوتے ہیں اتنی ہی گالیاں کھاتے ہیں یہی عالی ظرفی۔ ہاں یہ کام گالیاں دینے والے کا ہے اسے دیکھ لینا چاہیے کہ اسوقت حضور کا جی گالیاں کھانے کو چاہتا ہے یا نہیں۔ اب تو تم کو خود ہی باور کر لینا چاہیے کہ تم ترقی نہیں کر سکتے تم نے یہ دیکھا کہ ایک شخص راجہ کو منہ در منہ گالیاں دیتا ہے تم سمجھے کہ مصاحبت اسی کا نام ہے۔ کیونکہ اگر تم اسوقت کسی امیر کے مصاحب ہوتے اور شتہا نیز اسکو گالیاں کھلانے لگتے تو بندہ یا سلامت رہتی؟"

میں :۔ بہرحال مجھے زندگی بسر کرنے کے واسطے ایک ذریعہ درکار ہے۔ دنیا تمہارے قبضہ میں ہے اور تم سے بہتر کوئی مشیر مجھے نہیں مل سکتا تم ہی بتاؤ کہ میں کیا پیشہ اختیار کروں جو مجھ سے زندگی میں بہتر ہو اور دنیا میں نہ ہو سکے۔

جواب :۔ اگر ترقی و تنزل کی قید نہ لگاؤ تو میں تمہیں ایک سیدھا راستہ بتا سکتا ہوں کہ ماہ بہ ماہ انسان کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے۔ اگر کمال حاصل ہو گیا تو پھر کیا ہے پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں۔ اور اگر ناقص ہے تو بھی پیٹ بھر جائیگا مگر تم کو چاہیے کہ ابھی تجارت کا دائرہ تنگ نہ کرو۔ دنیوی ترقی کے بیہودہ پر مجھ بڑھاؤ میں اس ذریعہ کی آب و ہوا کو تمہارے مزاج کے ناموافق ثابت کروں گا جب تم ہر طرف سے مایوس ہو جاؤ گے تو میں دینے تو یکدو وسیلے کا نام لوں گا۔ یہ وسیلہ اسقدر محبوب و مرغوب ہے کہ دنیا دنگ ہے حیرت اسکی ترقی کو دیکھ رہی ہے میں جب اسکا نام لوں گا اور اسکے رموز تم پر واضح کرونگا تو تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اسوقت تمہیں اجازت دوں گا کہ اعتراض اور بحث سے اپنا اطمینان کرو۔ اسوقت تک تم نے طبیب صاحب اخبار نویس اور مولوی بننے کا ارادہ کیا تھا۔ دنیا میں صرف اتنے ہی وسائل ترقی نہیں ہیں ابھی بہت باقی ہیں۔ اگر تم ہوک میں پھر چل کے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

میں :۔ اے ملعون تو کیا تو مجھکو بھیس منہ جٹنے کی رائے دیتا ہے۔ خدا تجھے غارت کرے۔"

جواب :۔ ہرگز نہیں یہ پیشہ بھی تمہارے موافق مزاج نہیں تم اسمیں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔"

میں :۔ تو کیا رنڈیوں کے پیچھے سارنگی بجاؤں؟"

جواب :۔ نہیں تم اسمیں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔"

میں :۔ تو کیا افغانستان جاؤں؟"

جواب :۔ نہیں تم اسمیں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔"

میں :۔ تو کیا تیل بیچا کروں تیلی کا بیل بنوں؟"

جواب :۔ نہیں تم اسمیں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔"

میں :۔ کیوں؟"

جواب :۔ اسوجہ سے کہ یہ شعبہ تجارت ہے اور تجارت کے واسطے سرمایہ درکار ہے چھوٹی پونجی سے جو کام شروع ہوگا تم اسکی ابتدائی بے حقیقتی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

میں :۔ تو کیا بوچڑخانہ میں آنتیں صاف کروں؟"

جواب :۔ نہیں تم سے یہ بھی نہ ہو گا۔"

میں :۔ چنگیوں پر رنگ پھیرا کروں؟"

جواب :۔ نہیں۔"

میں :۔ اچھا تو مدرسہ میں اردو پڑھاؤں۔



دوا دوش کا ہفتہ
امیدواران ممبری چال دکھاتے ہیں
مسٹر پنچ - قدم بڑھائے ہوئے اور دم اُٹھائے ہوئے   چلے چلو یون ہی کونسل میں بوکھلائے ہوئے

دواخانہ کیمیا اودھ کے بہترین مرکبات

[illegible]

[illegible]

طلائے سیمی

[illegible]

طلائے جوہری

[illegible]

بے نظیر ٹکیہ

[illegible]

طلسمی سفوف

[illegible]

سفوف مقوی معدہ

[illegible]

سفوف سوزاک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عرق شمسی

[illegible]

اکسیر [illegible]

[illegible]

سید محمد رضی منیجر دواخانہ کیمیا اودھ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

جواب :- تم سے یہ بھی نہ ہو سکے گا ۔
میں :- اچھا تو فوجی کیمپ میں بجائے پرنسپل بلا کر لئے
جواب :- مشکل ہے ۔
میں :- ارے خدا تم سے مجھے پھر کیا کروں ۔
جواب :- ابھی دنیا کے بہت سے کام ہیں جن کا تم نے نام نہیں لیا ۔ کام گناتے جاؤ اگر تمہارا ذہن میرے ذہن سے لڑ گیا تو میں فوراً تمہیں ٹوک دوں گا اور اسکا اسرار پیچ تمہیں سمجھاؤں گا ۔ (باقی آئندہ)

ظاسفر

یک لخت دوست

شجیبی

بھلی ہو دہمارے دوست مولوی وحید الدین سلیم پانی پتی سابق اڈیٹر مسلم گزٹ بھی ڈاکٹر پروفیسر سر اقبال سے فنون شعر کی مہارت میں کم نہیں ہیں ۔ یعنے ان کو بقول پروفیسرں کے دشمن کی تنگ نظری پر ترس آتا ہے ان کو ۔ بھلا عروض کی پابندی کہاں کی صحت زبان کی باریک باریک خوبیاں ملحوظ رکھیں گے پکڑی ہوا دھانہ گئے لہذا یہ میٹیں پرانے طرز پر شعر کہنے والوں کے مرشد ہو دیں اور خود آزادی کے ساتھ ترجمان حقیقت پیش دست فطرت مروجہ بیان قدرت بن بیٹھے ۔ سر اقبال صاحب بھی اسکی پروا نہیں کرتے کہ الف فارسی گر گیا یا عین عربی اور ہمارے سلیم صاحب بھی اس سے مستغنی ہیں کہ تقطیع سالم رہی یا نہیں ۔ چاہے ایک مصرعہ دوسرے مصرعے سے بڑھ جائے یا گھٹ جائے ۔ جامد شعر ہوتے کے وقت فاعلاتن و مستفعلن کا گز بیان مروج نہیں ہے انکا اُٹھایا اور ایک مصرعہ کو دوسرے مصرعے سے ناپ لیا ۔ مثلاً میں خیال ہے کہ سنہ باشندہ میں علامہ دوبارہ نے پروفیسر صاحب کی ایک نظم یوں پڑھی تھی

گوش زدہ ہیں دہر بام کے پہنچے سن چکے ہم
کبھی قسمت کی نالہ کا تو یہ ہام اوج

مست ذرہ بہ ہام کے بام پہ جو شہ کا مقام وہ مستی کا مقام الخ
مستودہ

یوں تو پہلے آئے ہیں محبت کو ساقیان سخن
لیکن انھیں خبر نہیں یہ شدہ کام اور ہے
باقی جو زندگی ہیں کیا ذوق نمود اگر نہ ہو
حرکت آدمی ہے اور حرکت جام اور ہے
ساز کی کا دوست جو آپ تجھ پہ پیر ہن نہ ہو
اپنے وہ اور قدرت سرمنزل تمام اور ہے
گر و نہ سیکھتو بلوہ ہوتا رہا ابھی
بہت رہتے وہ تم کہ سرع تم نشست کلیسیا ابھی

جن تقلید علامہ دوبارہ نے بھی سلیم صاحب کی نظم دور ایمان کو جو کی نگورہ امرتسر میں شائع ہوئی ہے یوں پڑھا ہے

یہ جو ہر ہوا اگر شاعروں میں وہ تیج رواں نہیں
وہ بات بحروں میں ہو تو وہ شیرازہ نہیں
یہ وارد ناقدوں کو اگر وہ ہوں تو انا
نہیں برکت اگر اس آتش کو جوان نہیں
یہ طاقت حروفوں میں ہو ذور دل کے یہ سر ہوں
غلاموں میں ہو یہ جذبہ تو پھر وہ حکمراں نہیں
روانی طبیعت میں ہو جنکی سیل ہو جائیں
ہمارے یہ ہو جنکے خون میں برق تپاں نہیں
یہ قوت جنکے دل میں ہو خطا ہوں ہوں کمتر
یہ دولت پاس جنکے ہو وہ گنج شائگاں نہیں
غرض یہ ہے کہ جنکے دل میں روشن نور ایماں ہے
نہیں ہے کہ وہ فطرت کے گھرے راز داں نہیں
خدائیں وہ اگر چاہیں جہاں کو اک اشارے سے
قوانے فطرت کے انکے ہاتھ میں کٹ پتلیاں نہیں
یہیں جانوں کہ ان ہاتھوں میں ہے زور ید اللٰہی
انھیں کی انگلیوں میں ہے کلید مخزن شاہی

ما سیوا میں جائینگے کہاں نکلنے کی جگہ جائیں گے کہاں گے بولا جاتا ہے اگر ہم بہ جائیں کے عوض بن جائیں کہیں تو کسی کے باپ کا اجارہ نہیں ہے ۔
خدا قدر دانوں کو سلامت رکھے یہ اپنے کرم استادی عرش پہ چڑھا دیتے ہیں اور جب ہوتو فی الحال بے علمی سے کام نکل رہا ہو تو عقل و علم سے کام لینے والا بے وقوف ہے ۔
اصل یہ ہے کہ مولانا پنچ آپ کے علامہ دوبارہ نے اور آپ نے بھی اصلاح سخن کی جانب کچھ غفلت اور سستی اختیار فرمائی ہے جسکا نتیجہ ہے اگرچہ مسئلہ کی طرح ذکسونی کی جز ” زمین نظم و نثر میں ہے اور شاخیں کو نہیں کلیاں پھول نکلتے تو یہ متاع فاسد جس منڈی سے آتی ہے وہیں واپس جائے ۔

ظاسفر

خود ساختہ شاعر وخانہ ساز شاعری

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ابھی مسودہ توطن کینیا کی تفصیل شائع نہیں ہوئی ہے مگر بعض شرائط توطن کی بہت کچھ عجب نہیں کہ لارڈ پیل اور ونسٹن ڈاکٹر سیکرٹری کے مشام تک پہنچی ہو اور انھوں نے ناک پر رومال رکھ لیا ہو واقعی یہ شرائط ہوا کے چلتے چلتے بات پہت کے پاؤں پانے ہی میں معلوم ہوتے ہیں ۔
ان شرائط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آزادی کے اصلی باشندوں کی بجائے وہاں کی گوری آبادی بہت بڑھ گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نو آبادی کینیا کے لیے مزدور یا ملازم بھرتی کرکے لائے تو پہلے حکومت کو اطمینان دلائے کہ نو آبادی میں ان صفات کا آدمی نہیں مل سکتا ۔ اسلیے مزدور یا ملازم پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذاتی قابلیت کا امتحان دے ۔ یا کوئی نو وارد بغرض تجارت نازل ہو تو اسے ثابت کرنا ہوگا کہ نو آبادی میں ابھی تجارت و کاروبار کے واسطے گنجائش ہے اور اسکا پیشہ اصلی باشندگان کینیا کے اغراض میں مخل نہ ہوگا ۔
شکر ہو کہ افریقہ کے وحشی اس ہمدردی کے مستحق سمجھے گئے اور افسوس ہے کہ ہندوستان کے نیم وحشی اس ہمدردی کے مستحق نہ کبھی سمجھے گئے نہ آج سمجھے جاتے ہیں ۔
غالباً سولسبری کمیشن آجکل ہندوستان پر جو مصائب مالی کا دروازہ کھولنے نازل ہو گیا ہے اگر یہی دو خبریں جو کینیا کی حکومت نے ہندوستانیوں پر عاید کی ہیں ۔ ہندوستان میں آنے والی گوری

غضب ہے اگر مادی فرزند بچے کی پرورش کر دے تو پھر یادوں تو وہ دو وظیفہ کی ٹھوکریں جھیلنے کے لیے آمادہ ہیں۔ کمو میاں سو نسوں گمین صاحب راضی ہو؟

معزز یاد وطن امریکہ نے ایک ضروری امر کی جانب اپنے اہل وطن کو متوجہ کیا ہے یعنی امریکہ کی سپریم کورٹ نے کسی مقدمہ میں فیصلہ کیا کہ اہل ہند آزاد گوری نسل کے ممبر نہیں ہیں لہٰذا بموجب قانون امریکی انھیں شہری بننے کا حق نہیں۔ اسکے جواب میں زیر تشہیر امریکی حضرات مقیم ہندوستان نے اپنے اہل وطن کو اس قسم کے فیصلے پر متوجہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم یہاں نہایت آزادی کے ساتھ زمینوں کے مالک ہیں اور مزے کرتے ہیں تمہارا فیصلہ ہندوستان کی سرزمین پر ہمارے واسطے کانٹے بوئے گا۔

یاد وطن کی خواہش ہے کہ اہل ہند ہمارا موں حلق سے کھانس کھنکار کے بلغم صاف کریں اور اتنی بلند آواز سے چیخیں چنگھاڑیں کہ نئی دنیا کے باشندے گہری نیند سے جاگ اٹھیں

مشورہ نیک نیتی سے دیا گیا ہے لیکن جو لوگ اپنے وطن ہی میں ذلیل ہیں انکی کہیں عزت نہ کی جائے گی۔ سیانی بچارہ کے گھٹنے میں پیوند لگایا تو کیا بھلا خود ہیں اپنے وطن ہی میں کون سی عزت حاصل ہے۔ ریلوے کمپنیاں ہماری ہیں؟ معدنیات ہمارے ہیں؟ خزانہ ہمارا ہے؟ فوج کے اعلے عہدے ہمارے ہیں؟ تجارت ہماری ہے؟ صنعت ہماری ہے؟ جنگل ہمارے ہیں؟ گورنر ہمارے ہیں؟ وائسرائے ہمارا ہے؟ کوئی چیز بتائیے جو بے شرکت غیر ہماری ہو۔ ڈکمز ورما کھانے کی نشانی تو مشہور ہے بھلا ہم کس حیثیت اور قبیل سے گنے کھانے کی جرأت کریں۔ عنقریب کینیڈا اور دیگر مستعمرات سے ہندوستانی ڈنڈے بجاتے ہندوستان پہونچیں گے۔ گھبرائیے نہیں اس وقت ہندوستانیوں کی عزت میں اور چار چاند لگ جائیں گے ؎

ابھی تو لوں ہی سا جلا ہے رنگ انکو نے
بیٹھ گئے گی کنت جگر آنکھ سے دکھایا ہے

انتخاب بزمات قانونی میں ابھی تک سوراجیہ کے ہاتھ پالا رہا ہے۔ بنگال کے گورنر صاحب جتنیں ہیں انکا خیال ہے کہ انکا نارا ہے۔ سب پر ہی مرا ہمت کے بچڑے کو کونسل کے مورے کہیں گھما گئے اب پھر ل گئے۔ دیکھیے گورنر صاحب کے خواب کی تعبیر کیا ہوتی ہے ہم تو بیٹھے بیٹھے ہت کرتے ہیں کہ گورنر صاحب ہوں یا گورنر جنرل صاحب کونسل میں اس گروہ سے اپنا مطلب نہیں نکال سکتے۔ بار بار مخصوص اختیارات کی ذرا ہری پوشاک گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے صندوق سے نکال کے زیب تن مت کرنا پڑے گی قدم قدم پر آنچیں آ رہی ہیں کہ ہم ایسے آئینی سوکا لیوں کی مذہبی پیشی یا نیا ذمہ داری سمجھی جاتی ہے اعلان ہو چکا اگر سوراجیہ ممبر کونسل بھی جس ارادہ سے کونسل میں گئے ہیں اسپر ثابت قدم رہے تو شاہ دان بزمات قانون کی نسبت بھی ہندو را بیٹھنا پڑے۔

کمیلک گنڈا کی ایک بار ساری کا حکم بہت لاٹ صاحب بہادر کا۔ کالونوں سالی کی کھوپڑیں سب باتیں ہوگئی ہیں لاٹ صاحب بہادر نے بہت بہت سمجھایا کہ ان لوگوں کے کیں عقل ہیں بات نہیں سماتی۔ تو صاحب بہروٹ ہیں تب سب کو نمیں توڑی گئیں یا ست ال نوجوان کس دنیا کی پالسی۔ لاٹ صاحب نے اپنی کونسل آپ بنائی ہے جتنے کو ساو کورت چلی جا رہی کونسل میں بھرتی ہونا چاہیں صاحب بہادر کو اندر میں روح کے درکھاست دیں بات دواں سنوائی نہیں ہوگی۔

کردم دحم کردم دحم کردم دحم ہے

ہمارے پنڈت لالہ جاج کو بھی غضب کی کمی ہے اس بجھ جانے میں اور کچھ ہونہیں سکتا سارا زور زبان میں آ گیا ہے ایک ایک دن میں نو نو تقریریں کرتے ہیں ابھی تک لندن انتخاب کی تفصیل معلوم نہیں ہوئی۔ دیکھیے اس پر یک جھک جھک کا نتیجہ کیا نکلتا ہے لبرل گروہ خیس ہمارا ہے کہ فتح ہماری ہوگی۔ لیبر پارٹی الگ چوک رہی ہے

بھرتی ہے کہ وہ دارا جابجا ہوگی پیرا ہیں جو ہند کی لڑائی بھی ہوئی۔ سنا ہے کہ ہمارے پھر بل ملا قربت گرمجیندی رہے۔ ہندوستان میں صرف ایک ہی تہذیب کا ڈھیلا چلا تھا دانوا ہو اسکی میں ڈالوں گی پر لوگوں نے چوٹ کی گر غیر دوسے تیل پاش بھیا۔

نیا دور یاد دکھا اجتماع ہو ورد گرسے جھگڑے مدینہ ہوں۔ ناممکن ہے۔ بجو پورٹ میں ایک کنسو ہیدا پیدا اور اسکی بی بی شوہر کی ماتا کی زد میں آ گئیں خوب خوب جوتیاں اچھلیں کپڑے لڈ ماسنگے ملے ہوا تھا مس سیڈ کی شسن ہو کی کی مزاج بھی قرار تھی ہوئی بچاری زخمی ہو گئیں۔

..... کی آنچ اور ..... ضمانت۔

التماس

اگر خلاف وضع مزتو اشاعت کی تو تحقیق میں کوشش کیجیے۔

منیجر

سال قریب ختم ہے

پرانے خریداروں کو سال آئندہ کے لیے زر قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنا چاہیے۔

جو حضرات ہمیشہ سالانہ مجلد خرید فرماتے ہیں وہ بذریعہ منی آرڈر مبلغ ... جلد روانہ کرنا چاہیں۔

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سیچ مچ ہوا مین گرو لگا دی

اور

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی و عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

زیر طبع ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک مشہور اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین جنکے ہاں کی گونگی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہین سے نقل کی گئی ہین۔ خلاصہ یہ کہ اگر آپ گانے سے دلچسپی رکھتے ہین تو کتاب کے دیکھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے بتلائے گئے ہین کہ کتاب مین لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک گا کر برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزارون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کے بعد یہ کتاب کو ترتیب دیا ہے حصہ دوم کی اشاعت عنقریب ہونے والی ہے اور قیمت اُن خریداروں کے واسطے جو پہلے سے خریداری کی درخواست روانہ فرمائین پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے۔ حصہ اول کی للعہ فی جلد۔

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطباے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱ - [illegible]

۲ - گرد و اور کرنٹ [illegible]

[illegible]

۳ - کافور کا ہر وقت [illegible]

[illegible]

۴ - سرکہ خاص [illegible] روزانہ صبح کو کھایا جائے [illegible] کی ۲ عدد کالی مرچ پیس کر پینا -

۵ - کثرت سے جماع [illegible]

۶ - [illegible]

۷ - [illegible]

[illegible]

۸ - [illegible] پرہیز کرنا چاہیے -

۹ - [illegible]

[illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ -

[illegible] ہیضہ سے بچنے والے [illegible] ادویہ

[illegible]یات

[illegible]

حب [illegible]

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمایئے

مفت روانہ ہوگی

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنیوالے سمعہ کو تقویت دینیوالے مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

[illegible]

عرق [illegible]

[illegible]

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے

اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ [illegible]

[illegible]

علم الاخلاق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible] پیشگی جمع کرنا ہوگا -

(۲) رقم جمع شدہ کے [illegible]

کر دی جائے گی

(۳) [illegible] کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی -

(۴) [illegible]

کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا -

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible] وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ [illegible] حکیم محمد ممتاز حسین [illegible] شائع ہوا